

روزے کے فوائد و ثمرات

اور اس کا فلسفہ

حافظ صلاح الدین یوسف، لاہور

روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادت کا مقصد اللہ کے حکم کو بجالانا، اس سے تعلق و رابطہ استوار کرنا، اس کی رضا مندی حاصل کرنا ہے، ان عبادات سے کچھ دنیوی مفادات بھی حاصل ہو جائیں تو وہ ضمنی فوائد ہیں، مقصد سے ان کا تعلق نہیں، یہی وجہ ہے کہ عبادات کی ادائیگی ہر صورت میں ضروری ہے، چاہے اس کی علت یا حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کا دنیوی فائدہ ہمیں حاصل ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ ہمیں ظاہری طور پر اس میں اپنے جان و مال کا نقصان ہی کیوں نہ محسوس ہو، لیکن احکام الہی اور عبادات میں کوتاہی ہمارے لئے جائز نہیں بلکہ اللہ کی رضا کیلئے سب کچھ قربان کر دینا ہی مومن کا مطلوب و مقصود ہے۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے کچھ طبی فوائد بھی انسان کو حاصل ہوتے ہیں، جیسے حکماء کی اکثریت اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بسیار خوری سے اجتناب صحت کیلئے مفید ہے، روزے میں انسان بسیار خوری سے بچ جاتا ہے (بشرطیکہ وہ عام دنوں کے برعکس ثقیل اور بھاری غذاؤں سے پرہیز کرے) تاہم یہ ایک ضمنی فائدہ ہے، روزے کا اصل مقصد اور فلسفہ وہ روحانی اور قلبی فوائد ہیں جو روزوں کو ان کی شرائط اور آداب کے ساتھ رکھنے کی صورت میں روزے داروں کو حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ اس کے چند روحانی فوائد و ثمرات حسب ذیل ہیں:

تقویٰ کا حصول اور تقویٰ کے ثمرات

روزوں کا سب سے بڑا فائدہ تقویٰ کا حصول ہے۔ جو خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳/۲) ترجمہ: ”روزہ رکھنا اس لئے فرض کیا گیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“ کیونکہ روزہ بھی عبادت ہی ہے اور عبادت کا مقصد اور فائدہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کا حصول ہی بتلایا ہے۔ (دیکھئے سورۃ البقرہ: ۲۱/۲) یہ تقویٰ کیا ہے؟ جو روزوں سے انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے؟ اور روزے سے وہ پیدا کس

طرح ہوتا ہے؟ اور تقویٰ سے کیا فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں؟ یہ تین سوال قابل غور ہیں۔

۱۔ تقویٰ کا مطلب دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اس طرح راسخ ہو جانا ہے کہ انسان اس کی نافرمانی کے مرتکب نہ رہیں، ہر قدم سوچ کر اٹھائے اور زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر معاملے میں اس کی ہدایات و تعلیمات کی پابندی کرے۔ بعض بزرگوں نے اس مثال سے واضح کیا ہے کہ ایک شخص ایسی تنگ گزرگاہ سے گزرے جس کے دونوں طرف کانٹے ہوں تو وہ ایسی گزرگاہ سے کپڑے سنبھال کر اور دامن سمیٹ کر چلے گا تاکہ اس کا دامن کانٹوں سے نہ الجھے، تقویٰ معصیت سے دامن بچا کر زندگی گزارنے کا نام ہے۔

۲۔ اور یہ تقویٰ روزے سے اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ روزے کی حالت میں ایک مومن نہ کھاتا ہے، نہ کچھ پیتا ہے اور نہ ہی اپنی جنسی خواہش پوری کرتا ہے، حالانکہ عام حالات میں اس کیلئے ان میں سے کوئی چیز بھی ممنوع اور حرام نہیں ہے، کھانا پینا بھی حلال امر ہے اور بیوی سے مباشرت بھی جائز کام ہے، لیکن ایک مومن روزے میں یہ حلال کام بھی نہیں کرتا، حتیٰ کہ گھر کی چار دیواری کے اندر بھی نہیں کرتا، جہاں اسے کوئی دیکھنے یا روکنے والا نہیں ہوتا، یہ کیا ہے؟ یہ وہی تقویٰ، اللہ کا ڈر ہے جو روزے سے اس کے اندر پیدا ہوا ہے۔ جب ایک مومن اللہ کے ڈر سے محض اس لئے حلال کام بھی نہیں کرتا کہ روزے میں اللہ نے ان سے روک دیا ہے اور کسی کے نہ دیکھنے کے باوجود باز رہتا ہے، تو گویا روزے نے اس کے اندر تقویٰ پیدا کر دیا ہے جو روزے کا اصل مقصد ہے۔ اگر انسان اس ماہانہ مشق کو اپنے احساس و شعور کا حصہ بنا لے تو یقیناً اللہ کا یہ خوف قدم قدم پر اس کے دامن گیر رہ سکتا ہے اور اسے ہر وقت اللہ کی نافرمانی سے باز رکھ سکتا ہے۔ جب وہ اللہ کے حکم پر، اللہ کے ڈر سے جائز اور حلال کاموں سے بھی وقتی طور پر رکاوٹ رہتا ہے تو جن چیزوں اور کاموں کو اللہ نے ہمیشہ کیلئے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے، ایک مومن اور ایک متقی ان کا ارتکاب کس طرح کر سکتا ہے؟

۳۔ ایک مومن کے اندر جب یہ تقویٰ اور اللہ کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے تو اسے حسب ذیل ثمرات و فوائد حاصل ہوتے ہیں:

تقویٰ کے ثمرات و فوائد

۱۔ ایک مومن کی ایمانی قوت میں اضافہ اور اللہ کی عظمت و جلالت کا نقش اس کے دل میں مزید گہرا ہو جاتا ہے، وہ اس کی اطاعت و فرماں برداری میں راحت اور اطمینان محسوس کرتا اور نافرمانی میں اس کی گرفت سے ڈرتا ہے۔

۲۔ اس کے عقیدہ آخرت میں تازگی اور پختگی آ جاتی ہے، وہ روزے میں اپنی لذتیں قربان اور اپنی خواہشیں ترک کرتا ہے تو ایسا وہ اس یقین کی بنیاد پر کرتا ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں اس سے زیادہ لذتوں والی چیزیں عطا فرمائے گا، یہ عقیدہ آخرت اور حسن صلہ کا یہ تصور روزے کی مشکلات اور مشقتوں ہی کو اس کیلئے آسان نہیں کرتا بلکہ دین و شریعت کے ہر معاملے میں اس کے اندر صبر و ثبات کی خوبیاں پیدا کرتا ہے جو اسے دین پر قائم رکھتی ہیں اور اللہ کے حکم سے انحراف نہیں کرنے دیتیں۔

۳۔ جب ایک مومن اللہ کے حکم سے روزے میں ایک خاص وقت (یعنی صبح صادق کے ہو جانے) پر کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے رک جاتا ہے اور ایک دوسرے وقت پر (یعنی سورج غروب ہوتے ہی) کھانا پینا شروع کر دیتا ہے اور دوسری جائز خواہشات بھی پوری کرنا چاہے تو کر لیتا ہے، تو شب و روز کے لمحات و اوقات میں اللہ کی یہ فرماں برداری اس کے اندر اللہ کی عبودیت و بندگی اور اس کے سامنے خود سپردگی کا جذبہ و شعور پیدا کرتی ہے کہ انسان کا اپنا کچھ نہیں ہے، سب کچھ اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کیلئے ہے، ایک ایک لمحے اور ایک ایک گھڑی کو اللہ ہی کی راہ میں یا اس کی مرضی و منشا کے مطابق ہی گزارتا ہے، اسی کا نام کمال عبودیت اور کمال بندگی ہے جو انسان سے مطلوب ہے۔

۴۔ اور جب بندگی کا یہ شعور اور ہر لمحے اور ہر گھڑی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا یہ جذبہ عام ہوتا ہے تو پھر پورا معاشرہ اللہ کے رنگ میں رنگ جاتا اور پورا ماحول ایمان کے نور سے منور ہو جاتا ہے، پھر کفر و شرک (یعنی غیروں کا رنگ) وہاں سے مٹ جاتا ہے اور معصیت و نافرمانی کی تاریکیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف صبغۃ اللہ ہی کی جلوہ آرائی اور دین و شریعت ہی کی روشنی نظر آتی ہے۔ جیسے رمضان المبارک میں ہوتا ہے، رمضان میں دن کو سب مسلمان ایک ہی کیفیت میں نظر آتے ہیں، گھر میں ہوں تب بھی، دفتر اور کارخانے میں ہوں تب بھی، سڑکوں اور بازاروں میں ہوں تب بھی، تنہا ہوں تب بھی اور مجلس میں ہوں تب بھی، امیر ہوں تب بھی، فقیر ہوں تب بھی، راعی و حکمران ہوں تب بھی اور رعایا ہوں تب بھی، سب ایک ہی جذبے سے سرشار، سب پر ایک ہی کیفیت کا غلبہ اور سب ایک ہی آقا کے غلام اور ایک ہی حاکم کے محکوم نظر آتے ہیں، پورے معاشرے اور ماحول میں یہ یکسانیت کس نے پیدا کی؟ ایک ہی جذبہ و احساس کی کار فرمائی کیوں ممکن ہوئی؟ اور سب پر ایک ہی رنگ کا غلبہ کیوں اور کیسے ہوا؟ یہ سب کچھ اللہ کے خوف اور اس کی کامل بندگی و اطاعت کے جذبے سے ہوتا ہے، جو رمضان المبارک میں روزوں کی وجہ سے انسانوں کے اندر پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایک مہینے کے مسلسل روزوں کی مشق سے مسلمان معاشروں اور ملکوں میں

ایسا ہی ماحول مستقل طور پر پیدا کرنا چاہتا ہے، جس میں نیکی غالب اور بدی مغلوب ہو، خیر کی کار فرمائی ہو اور شر کو رونمائی کا موقع نہ ملے حق پر چلنے والے سرخرو ہوں اور باطل پر چلنے والے رو سیاہ۔

لیکن ایسا تب ہی ہو سکتا ہے جب رمضان المبارک میں حاصل ہونے والے تقویٰ کی ہم حفاظت کریں، اس جذبے اور شعور کو زندہ رکھیں جو روزہ ہمارے اندر پیدا کرتا ہے، اس ایمانی چنگی کو قائم اور اس عقیدہ آخرت کو دل و دماغ میں ہر وقت متحضر رکھیں جس سے روزے کی حالت میں ہم سرشار رہتے ہیں۔

لمحہ فکر یہ اور دعوت غور و فکر

آج ہمارے معاشرے میں صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے، نیکی مغلوب اور بدی غالب ہے، شر خوب پھل پھول رہا ہے اور خیر سکڑتا اور سمنٹا جا رہا ہے، حق کی قوتیں کمزور ہو رہی ہیں اور باطل قوتیں دندنا رہی ہیں، حتیٰ کہ نیکی کرنے والے منہ چھپاتے پھر رہے ہیں اور برائی کرنے والے ڈنکے کی چوٹ پر خوب دھڑلے سے برائیاں کر رہے ہیں، حالانکہ ہم ساہا سال نے رمضان المبارک کے روزے رکھتے چلے آ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود نیکی کا عمومی ماحول نہیں بن رہا ہے، ہمارے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو رہی ہے اور ہم اخلاق و کردار کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم ایک رسم کے طور پر روزہ رکھ لیتے ہیں اور اس کی روح کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہیں کرتے، ایک محدود وقت کے دوران میں تو ہم کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں لیکن محرمات ابدی سے اجتناب ضروری نہیں سمجھتے، گویا تقویٰ کی اصل حقیقت سے ہم محروم ہی رہتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ روزے سے ہماری ایمانی قوت میں کوئی اضافہ ہوتا ہے نہ عقیدہ آخرت کا صحیح استحضار ہی حاصل ہوتا ہے اور نہ اللہ کا خوف ہی ہمارے دلوں میں راسخ ہوتا ہے۔

جبکہ برائیوں کے خلاف جہاد کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ایمان مستحکم، آخرت پر یقین مضبوط اور اللہ کا خوف عنان گیر ہو، جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انسان نہ صرف یہ کہ خود برائی کا ارتکاب نہیں کرتا بلکہ برائی کو ہوتا ہوا دیکھنا بھی اس کیلئے مشکل ہو جاتا ہے اور ایمان و تقویٰ اسی جذبہ و شعور کا نام ہے۔

آج ضرورت اسی شعوری ایمان اور حقیقی تقویٰ کی ہے جو برائی کی راہ میں سد سکندری بن جائے۔ معاشرے میں کھلم کھلا کسی کو اللہ کی نافرمانی کی جرأت نہ ہو اور لوگ معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی طرح شرم اور حجاب محسوس کریں جیسے رمضان المبارک میں سرعام کھانے پینے میں ایک روزہ خور بھی شرم اور حجاب محسوس کرتا ہے۔

مذکورہ فوائد کے علاوہ روزے کے چند اور فوائد بھی ہیں، روزے دار کو کوشش کرنی چاہئے کہ روزے کے یہ سارے فوائد حاصل کرے تاکہ یہ عادت لا حاصل نہ رہے، یہ مزید فوائد حسب ذیل ہیں:

☆ روزہ نفس کی سرکشی کا زور توڑنے میں مددگار عمل ثابت ہوتا ہے۔

☆ عام طور پر دو چیزیں گناہ اور اللہ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہیں، ایک نفس کی بڑھتی ہوئی خواہش اور اس کی سرکشی، دوسرا شیطان کا وجود اور اس کا مکر و فریب۔

☆ رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، جس سے یقیناً نیکی کے رجحان والا ماحول پروان چڑھتا ہے، خیر کے اس اضافے اور نیکی کے ماحول سے انسان اگر پورا فائدہ اٹھائے تو اس سے یقیناً اس کے مزاج و کردار کا وہ فساد دور ہو سکتا ہے جو رمضان المبارک کے گزرتے ہی دوبارہ لوٹ آتا ہے اور رمضان کی مشق و تربیت کو کالعدم کر دیتا ہے۔

روزہ نفس کی بڑھتی ہوئی سرکشی کو بھی لگام دیتا اور اس کی حیوانی خواہشوں کو بھی بے قابو نہیں ہونے دیتا، اس لئے نبی اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو بطور خاص فرمایا تھا، کیوں کہ نوجوانی میں نفس زیادہ زور آور ہوتا ہے: ”اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کی استطاعت رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ شادی کر لے، اسلئے کہ یہ شادی نگاہوں کو پست رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے میں بہت زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ اس کی نفسانی خواہشوں کا زور توڑے گا۔ (صحیح بخاری، النکاح باب ۲ صحیح مسلم النکاح باب ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی سرکشی کا زور توڑنے کیلئے روزہ ممد و معاون ہے، اس لئے ایک اور حدیث میں نبیؐ نے روزے کو ایک نفع بخش عمل قرار دیا۔ حضرت امامہ باہلی بیان کرتے ہیں: ”میں نے کہا، اللہ کے رسول! مجھے ایسا کلام بتلائیے جو مجھے نفع دے، آپؐ نے فرمایا، روزے رکھا کرو، اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔“ (سنن نسائی، الصیام باب فضل الصیام)

روزے سے صبر کا وصف رائج ہوتا ہے، صبر بھی ایک ایسا اہم عمل ہے کہ اس کے بغیر دین پر عمل اور ایمانی تقاضوں کی تکمیل ممکن نہیں، صبر کا وصف ہی انسان کے اندر ایسا حوصلہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا کیلئے ساری دنیا سے لڑنے اور باطل قوتوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ صبر کے مفہوم میں حسب ذیل چیزیں شامل ہیں:

☆ اپنے نفس پر کنٹرول کر کے اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اور اس کی معصیت سے بچنا۔

☆ اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی لذتوں اور اس کے حیوانی تقاضوں کو نظر انداز کر دینا۔

☆ اللہ کے دین پر عمل کرنے میں مشکلات آئیں، انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور لوگوں کی لعنت ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔

روزے سے اخوت و ہمدردی کا احساس اجاگر ہوتا ہے

روزے میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اسے ان لوگوں کی تکلیفوں کا احساس ہوتا ہے جن کی زندگی تنگ دستی اور فقر و فاقہ میں گزرتی ہے۔ اس لئے کہ مومنوں کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے: ”آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ جب جسم کے ایک حصے کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم بیدار رہتا اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، البر والصلہ، باب تراحم المؤمنین)

ایک دوسری روایت میں فرمایا: ”سب مسلمان شخص واحد کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ میں درد ہوتا ہے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے اور اس کے سر میں ہوتا ہے تو تب بھی سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔“ (صحیح مسلم)

اور جب ایک مسلمان روزے کی حالت میں فقر و فاقہ کی کیفیتوں سے گزرتا ہے تو اس کے اندر ایسے لوگوں کے بارے میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو مستقل طور پر فقر و فاقہ سے دوچار رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ان سے بھائی چارگی کا اظہار کرتا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔

روزہ اخلاق و کردار کی بلندی پیدا کرتا ہے

نبی کریمؐ نے فرمایا: ”روزہ ایک ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو دل لگی کی باتیں کرے نہ شور و شغب، اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنے کی کوشش کرے تو وہ کہہ دے، بھی میں تو روزے دار ہوں۔“ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں روزے کو ڈھال قرار دیا گیا ہے۔ کس چیز سے؟ گالی گلوچ سے، شور و شغب اور دل لگی کی باتوں سے، حتیٰ کہ کوئی گالی بھی دے دے تو کہہ دیا جائے، میں تو روزے دار ہوں، میں روزے کی حالت میں اپنی زبان کو گالی سے آلودہ نہیں کروں گا، لڑائی کا جواب لڑائی سے نہیں، عنود و رگزر سے دوں گا۔ یہ اخلاق و کردار کی وہ بلندی ہے جو روزے سے پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔

روزے داروں کیلئے وعید

نبی کریمؐ نے فرمایا: ”کتنے ہی روزے دار ہیں جن کو ان کے روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی شب بے دار ہیں، جن کو ان کی شب بیداری سے سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“ (داری، مشکوٰۃ)

یہ کون سے بدنصیب روزے دار ہوں گے جنہوں نے روزے رکھ کر بھوک پیاس کی تکلیف تو برداشت کی ہوگی لیکن روزے کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے؟ یہ وہی لوگ ہوں گے جن کے اندر روزے سے اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے نہ اخلاق و کردار کی بلندی اور نہ دیگر فوائد و ثمرات ہی انہیں حاصل ہوتے ہیں۔ (اللهم لاتجعلنا منهم)

جامعہ علوم اثریہ جہلم کی 20 ویں تقریب صحیح بخاری شریف و سالانہ کانفرنس

مورخہ 19 اکتوبر 2003ء بمطابق 21 رجب 1424ھ بروز جمعہ المبارک کو جامعہ علوم اثریہ جہلم میں عظیم الشان تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت حافظ عبدالحمید عامر صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی رئیس جامعہ علوم اثریہ جہلم نے کی۔ پروگرام کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوا۔ خطبہ جمعہ حضرت مولانا محمد عبداللہ امجد چھتوی صاحب شیخ الحدیث مرکز الدعوة السلفیہ ستیانہ بنگلہ نے حجۃ حدیث کے موضوع پر مفصل و مدلل ارشاد فرمایا۔ خطبہ جمعہ کے بعد شیخ موصوف نے صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس ارشاد فرمایا۔ عصر کی نماز کے بعد سیرت و فقہ امام بخاریؒ پر حضرت مولانا محمد اکرم جمیل صاحب شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ جہلم نے نہایت علمی انداز میں مفصل درس ارشاد فرمایا۔ آپ کے درس کے بعد مولانا محمد عبداللہ امجد چھتوی صاحب نے عوام الناس کے سوالات کے نہایت ہی مسکت و تسلی بخش جوابات دیئے۔ تقریب کے آخر میں رئیس الجامعہ نے دعا فرمائی۔ عشاء کی نماز کی بعد سالانہ الحمدیث کانفرنس قاری عبدالشکور صاحب کی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد قاری عبدالوہاب صدیقی صاحب نے اپنے نہایت ہی احسن انداز میں نعتیہ کلام پیش کیا۔ بعد ازیں حضرت مولانا سید عبدالغفور شاہ صاحب، فاضل نوجوان حضرت مولانا کاشف نواز رندھاوا صاحب، حضرت مولانا عبدالرشید حجازی صاحب، قاری عبدالرحیم کلیم صاحب، شیر پنجاب حضرت مولانا منظور احمد صاحب نے اہل حدیث کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ آخر میں حضرت مولانا حکیم عبدالرزاق سعیدی صاحب کی دعا سے اہل حدیث کانفرنس تکمیل پذیر ہوئی۔ اس عظیم الشان پروگرام میں جہلم، گجرات، چکوال، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور دور دراز سے لوگوں نے شرکت کی اور ہر لحاظ سے یہ پروگرام کامیاب رہا۔ الحمد للہ علی ذالک